فائدہ اُٹھایا اور اٹھا رہے ہیں۔ یورپ کی اکثر زبانوں میں ان کے
ترجمے اور حاشئے شائع ہو چکے ہیں اور اکثر تعلیمی مجلسیں ان کو
فارسی زبان کے نصاب میں داخل کر رہی ہیں۔ ایران کے آئندہ
تعلقات بین الاقوامی کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کی
مانگ اور قدر اب بہت بڑھ جائے گی +

ان تمثیلوں کے شائع ہوتے ہی ایرانی اہل قلم نے اپنے
ہاں اس فن کی ترویج اور ترقی کی طرف توجہ کی اور تھوڑے ہی
عرصہ میں اس فن کے متعلق بہت سی کتابیں شائع ہوئیں۔ جن
میں سے اکثر ترجمے ہیں۔ منجملہ ان کے شکسپیئر کے ہنری چہارم کا
انگریزی سے مولیر کے متعدد ڈراموں کا (جن میں سے طبیب اُجباری
بہت مشہور ہے) فرانسیسی سے اور تیاترضحاک (جس میں ضحاک
و فریدوں کا قصہ خالص تاریخی رنگ میں بیان کیا گیا ہے) کا ترکی سے
ترجمہ کیا گیا۔ بامذاق مستورات نے بھی ادھر توجہ کی چنانچہ تاج ماہ آفاق
الدولہ ہمشیرہ آقائے مرزا اسمٰعیل خاں اجودان باشی نے تماشۂ نادری
(نادرشاہ افشار کے عروج و زوال کے واقعات میں) ترکی سے ترجمہ کیا +

کچھ مدت ہوئی ہندوستان میں بھی رسالہ زمانہ کانپور کے
اڈیٹر نے نواب ہندی نام ایک فارسی ڈرامہ شائع کیا تھا۔ جس میں
گو محاورۂ جدید ایران کو نباہنے کی بہت قابل قدر کوشش کی گئی
ہے تاہم "ہندیت" کی جھلک صاف نظر آتی ہے +

سرگذشت مرد خسیس

یہ تمثیل جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ۱۲۹۱ھ میں ترجمہ ہوئی تھی۔ اس میں علاقہ قفقار کے تاتاری قبائل کے رواجات۔ اخلاق بود و باش کا نقشہ دکھایا گیا ہے۔ جو ابھی تک روسی حکومت کی جکڑ بندیوں سے مانوس نہیں ہوئے۔ چوری چکاری رہزنی کی روک تھام کو سد رزق خیال کرتے ہیں۔ تجارت و زراعت کو ذلیل سمجھتے ہیں حکومت کی طرف سے عاید کردہ تجارتی پابندیوں کو برا سمجھتے ہیں ہر ایک قانون کو اپنی آزادی کے منافی جانتے ہیں۔ غرضیکہ نئی حکومت میں وہ مرغ نو گرفتار کی طرح پھڑپھڑا کر جال سے باہر نکلنے کی کوشش کرتے ہیں مگر بے سود۔

مصنف مرزا فتح علی روسی حکومت کا نمک خوار ہے اور قدرتاً اسی کی طرفداری کرتا ہے۔ تاہم وہ اپنی قوم کی کمزوریوں اور نقصوں سے بھی واقف اور متاسف ہے۔ اور جہاں لوگوں کو حکومت اور پابندیٔ قوانین کے فوائد سے آگاہ کرتا ہے وہاں دبی زبان سے حکومت کی کمزوریوں اور خصوصاً پولیس کے ہتھکنڈوں اور چالاکیوں کو بھی ظاہر کئے بغیر نہیں رہتا۔

اس تمثیل کی زبان بازاری ہے جو عوام الناس طہران اور اس کے گرد و نواح میں بولتے ہیں۔ کتابی زبان کی طرح اس میں عربی اور ترکی الفاظ کی جا و بیجا بھرمار نہیں ترکیبیں بالکل سادہ اور عام فہم ہیں طرز ادا میں آمد اور روانی بہت ہے عالمانہ پیچدار ترکیبوں مغلق و مشکل الفاظ اور مترادفات کا استعمال بالکل نہیں

تصنع اور تکلف سے بالکل پاک وصاف ہے۔ محاورۂ جدید کی بعض خصوصیات (جن کی طرف فرہنگ میں جابجا اشارہ کیا گیا ہے) اور جن کا استعمال اس کتاب میں ہے درج ذیل ہے :۔

(۱) اسم کی جمع بنانے کے لئے عام اس کے کہ وہ جاندار کے لئے ہو یا بیجان کیلئے عموماً ہا علامت جمع ہوتی ہے "اں" کا استعمال آجکل بہت کم ہے۔

(۲) ضمائر جمع کے بعد بھی مزید تاکید کے علامت جمع لگائی جاتی ہے۔

(۳) ترکیب اضافی میں مضاف الیہ کے بعد علامت جمع کا استعمال ہوتا ہے۔

(۴) ضمائر متصل کا استعمال ضمائر منفصل کی نسبت بہت زیادہ ہے اور اکثر حروف کے بعد بھی لگا لیتے ہیں۔

(۵) اگر کسی اسم کے بعد حرف علت ہو تو خلاف قاعدۂ قدیم ضمیر متصل لگاتے وقت اس کے ماقبل یٰ کی ضرورت نہیں۔

(۶) گفتگو میں کاف بیانیہ۔ کاف صلہ۔ حروف عاطفہ۔ حروف شرط اور حروف جر کے حذف کی طرف بہت زیادہ میلان ہے۔

(۷) کہ تاکید کیلئے اور بجائے حرف شرط اکثر استعمال ہوتا ہے۔

(۸) اسماء بھی صفتی معنوں میں مستعمل ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ علامت تفضیل بھی لگا لیتے ہیں۔

(۹) صفات اور اسماء دونوں کے ساتھ کَ تصغیر کا استعمال کر لیتے ہیں۔

(۱۰) فعل حال اور فعل ماضی۔ فعل مستقبل کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔

(۱۱) اسم مفعول سماعی کے بعد بعض وقت لفظ "شدہ" علامت اسم مفعول تاکید کے لئے لگاتے ہیں +

(۱۲) ایک ہی جملہ میں واحد کے لئے ضمیر کبھی واحد ہوتی ہے اور کبھی جمع خصوصًا مخاطب کے صیغوں میں +

(۱۳) فاعل واحد کے فعل جمع اور بالعکس کا رواج عام ہے +

(۱۴) لفظ "بندہ" عمومًا قائم مقام "من" سمجھ کر فعل متکلم استعمال کرتے ہیں +

(۱۵) کلمات ذیل کے استعمال کا رواج محاورۂ جدیدمیں بہت ہے توے (اندر) روے۔سر (بر) پاے (زیر) جلو (پیش) محض (براے) دم (نزد۔در) بلکہ (شاید) خیر (نہ) وغیرہ وغیرہ +

خلاصۂ تمثیل سرگذشت مرد خسیس

مجلس اوّل

حیدر بیگ چاندنی رات میں بستی کے باہر بیٹھا اپنے دوست صفر بیگ کے سامنے اپنا دکھڑا رو رہا ہے کہ روسی حکومت کی پابندیوں کی وجہ سے ان کی قوم اور ملک کے ہنروں کی سخت بیقدری ہو رہی ہے۔ نہ سواری کا کوئی شائق نظر آتا ہے اور نہ چوری و رہزنی کا مشتاق۔ حکومت کی طرف سے تاکید ہوتی ہے کہ چوری نہ کرو۔ لوٹ مار نہ کرو۔ بلکہ تجارت و زراعت کے ذریعے روزی کماؤ۔ یہ پیشے اس کے

خیال میں شرافت اور جوانمردی کے منافی ہیں۔ تجارت ذلیل لوگوں کا کام ہے۔ اور کاشتکاری کو بہادری وجواں شیری سے کوئی مناسبت نہیں۔ یہ جالنگ کہیں دَورے پر آیا تھا۔ حیدر بیگ کو چوری چکاری سے باز رہنے کی تاکید کر گیا تھا۔ چونکہ اور کوئی ذریعہ آمدنی نہیں اسلئے بہت جھلایا ہوا ہے۔ علاوہ اس کے مصیبت یہ ہے کہ اسے صونا خانم سے عشق ہے گو اس کے ماں باپ نے دونوں کی شادی منظور کر لی ہے مگر افلاس و بے زری باقاعدہ شادی کرنے میں مانع ہے۔ بنا بر آں اپنی محبوبہ سے وعدہ لے آیا ہے کہ وہ اس رات کو اسکے ساتھ فرار ہو جاویگی۔ چنانچہ اسی مطلب کے لئے وہ اسوقت باہر بیٹھا اپنے دوسرے دوست عسکر بیگ کا منتظر ہے۔ اتنے میں وہ بھی آجاتا ہے اور تینوں میں اس مضمون پر گفتگو چھڑ جاتی ہے۔ حیدر بیگ دل میں اس طرح بھگا لانے کے خلاف ہے کیونکہ وہ اسے قابل شرم اور ذلیل سمجھتا ہے اس لئے کچھ متردد سا ہے۔ وجہ دریافت کرنے پر وہ حقیقت حال بیان کرتا ہے اور اپنی بے زری کا رونا روتا ہے۔ عسکر بیگ تجویز کرتا ہے کہ حاجی قرہ سوداگر آنچہ بدیعی سے روپیہ قرض لیکر تبریز سے فرنگستانی کپڑا (جس کی درآمد کی علاقہ میں حکومت روس کی طرف سے ممانعت ہے) خرید کر لایا جاوے اور اس کی فروخت سے نفع کمایا جاوے۔ اس تجویز پر سب کا اتفاق ہو جاتا ہے۔ مگر چونکہ حیدر بیگ نے صونا خانم سے اسی رات کو بھگا لیجانے کا وعدہ کر رکھا ہے اور اس کے انتظار کا خیال ہے اس لئے وہ اپنے دوستوں سے اجازت لیکر تنہا اس کے پاس جاتا ہے کہ اسے اپنی تجویزوں کے متعلق مطلع کرے۔

صبح کو ملنے کا وعدہ کر کے تینوں دوست علیحدہ ہو جاتے ہیں +

ادھر صونا خانم اپنے خیمے سے نکل کر حیدر بیگ کا بڑے اضطراب سے انتظار کر رہی ہے۔ چونکہ وقت زیادہ ہوتا جاتا ہے اور حیدر بیگ حسب وعدہ ابھی تک نہیں آیا اور بے چینی اور سراسیمگی کے عالم میں خود بخود باتیں کرنا شروع کر دیتی ہے دل میں طرح طرح کے خیالات گذر رہے ہیں حیدر بیگ کی طبیعت اور افتاد سے خوب واقف ہے اسے خطرہ ہے کہ کہیں چوری چکاری میں پکڑا نہ گیا ہو۔ کیونکہ ابھی تھوڑا عرصہ ہی گذرا کہ اسی چوری کی وجہ سے دو سال تک مفرور رہا ہے۔ کبھی اس کی محبت کے بارے میں مشکوک ہو جاتی ہے اور تنگ آ کر ترک الفت پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ مگر اسے یہ بھی امر محال معلوم ہوتا ہے۔ آہٹ کے لئے ہمہ تن گوش بنی ہوئی ہے۔ کشمکش بیم و رجا کی زندہ تصویر ہے۔ اتنے میں کسی کے پاؤں کی آواز سے چونک اٹھتی ہے اور تھوڑی دیر میں حیدر بیگ اور وہ باہم سرگرم گفتگوئے ناز و نیاز نظر آتے ہیں۔ صونا خانم جذبات عشق کے ہاتھوں بے قابو ہوئی جاتی ہے اور حیدر بیگ کو تاکید پر تاکید کئے جاتی ہے کہ جلدی بھاگ چلو مگر وہ محبت بھرے الفاظ میں بھگا لے جانے کی بے شرمی و بے حیائی کے نتائج اس کے سامنے بیان کر رہا ہے اور سمجھاتا ہے کہ ایک دو ہفتے صبر کرو۔ میں کہیں سے روپیہ کا انتظام کر کے باقاعدہ نکاح کر کے تمہیں لے جاؤں گا۔ اور اس کو اپنی تجویزوں کے متعلق بھی بتا دیتا ہے۔ مگر صونا خانم کی بے صبری کے سامنے اس کی پیش نہیں جاتی جو ہر بات کو کاٹ دیتی ہے۔ اور اس بات پر ڈٹی ہوئی ہے کہ اگر مجھ سے محبت ہے تو ابھی بھگا لے چلو

آخر اُسے بادل ناخواستہ اس بات پر آمادہ کرہی لیتی ہے اور اچک کر گھوڑے پر سوار ہونا ہی چاہتی ہے کہ سفیدۂ صبح نمودار ہو جاتا ہے اور اس کی ماں اسے خیمہ میں نہ پاکر اُسے زور سے پکارتی ہے صونا خانم اب مجبور ہو جاتی ہے اور ماں کی نظروں سے اوجھل ہونے کے لئے زمین پر بیٹھ جاتی ہے اور حیدر بیگ مختصر مگر محبت آمیز الوداعی کلمات کے ساتھ رخصت ہو جاتا ہے +

ماں نوجوان بیٹی کے اکیلے بے وقت باہر رہنے کی وجہ دریافت کرتی ہے۔ بیٹی چالاکی وعیاری سے جواب دیتی ہے کہ میں کل شام تک غالیچہ بچھائے کام کرتی رہی واپسی پر اسے لے جانا بھول گئی تھی اور اس خیال سے کہ کہیں گوالوں اور چرواہوں کے ہاتھ نہ آ جائے سویرے ہی سے اس کی تلاش کے لئے میں آئی تھی واپسی پر جوتی کا ایک پاؤں اتر کر گم ہو گیا ہے۔ اس کی تلاش کر رہی ہوں ماں محبت آمیز تنبیہ کرکے جوتے کی تلاش میں شریک ہو جاتی ہے اور لڑکی جھوٹ موٹ اِدھر اُدھر ہاتھ مار کر جلدی ہی چلّا اُٹھتی ہے کہ اے لو مل گئی اس پر دونو ماں بیٹیاں اپنے خیمے کی طرف چلی جاتی ہیں +

مجلس دوم

آغچہ بدیع کے بازار میں حاجی قرہ (مرد خسیس) جو کپڑے کا مالدار سوداگر ہے اپنی دوکان پر بہت ملول اور غمناک بیٹھا ہے کہیں سے دھوکا کھا کر بہت سا کپڑا خرید چکا ہے جس کا علاقہ میں رواج نہیں۔ خریدار دوکان کی طرف منہ بھی نہیں کرتے۔ حاجی بہت

بددل ہو کر بیوپاری پر لعنتیں بھیج رہا ہے۔ خسارے کا خوف اسے ہلاک کئے جا رہا ہے اتنے میں خدا ورد ی مؤذن آکر السلام علیکم کہتا ہے۔ حاجی آواز پر چونک اٹھتا ہے "بلی کو چھچھڑوں کے خواب" وہ سمجھتا ہے۔ کوئی خریدار ہے۔ فوراً پوچھتا ہے آپ ناشور مانگتے ہیں؟ کتنے تھان چاہئیں۔ مگر مؤذن اس سے اس کے مرحوم باپ کا نام پوچھتا ہے کہ اس کی روح کو سورۂ جمعہ کا ثواب پہنچائے اور اس کے بدلے میں صرف ایک عباسی (ایک قلیل القیمت سکّہ) کا طلب گار ہے۔ حاجی پہلے ہی جلا بھنا بیٹھا ہے۔ اس بات سے صاف منکر ہو جاتا ہے اور دوکان سے ہٹنا چاہتا ہے۔ مؤذن صاحب کو کھسیانا ہو کر واپس ہونا پڑتا ہے۔ بعد ازاں حیدر بیگ اور اس کے رفقا آجاتے ہیں۔ حاجی انہیں بھی خریدار سمجھ کر بہت خوش ہوتا ہے اور خوب آؤ بھگت کرتا ہے۔ اور انہیں پھنسانے کے لیئے بہت خوشامد درآمد کرتا ہے مگر جب اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خریدار نہیں تو فوراً نگاہ بدل جاتا ہے اور انہیں دوکان سے چلے جانے پر مجبور کرتا ہے اور ان کی کوئی بات سننا نہیں چاہتا۔ آخر حیدر بیگ اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ اس شخص کی قسمت میں ہی روپیہ نہیں تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ چلو چلیں اس کے پاس ہم کیوں آئے۔ حاجی یہ سن کر پھسل پڑتا ہے۔ اور ان کی خوشامد شروع کر دیتا ہے۔ اور بڑے اصرار و الحاح سے حصول زر کے ذریعہ کی بابت دریافت کرتا ہے۔ جب یہ وہ اپنا مافی الضمیر بیان کرتے ہیں۔ حاجی خود بھی ان کے ساتھ تبریز جانے اور کپڑا خرید لانے کے لیئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور اسے صحیح سلامت واپس پہنچانے کے صلہ

میں تینوں دوستوں کو پانچ فیصدی سود پر کچھ رقم دینے کی آمادگی ظاہر کرتا ہے۔ بات پختہ ہو جاتی ہے۔ تینوں دوست چلے جاتے ہیں۔ اور حاجی بھی دوکان سے اُٹھ کر گھر میں جاتا ہے۔ سامان سفر درست کرتا ہے۔ ہتھیار پہن لیتا ہے۔ نقدی کے صندوق کھول کر روپیہ گن رہا ہے۔ کہ اس کی بیوی تک ذبان آجاتی ہے وہ اس کی ہیئت کذائی کو دیکھکر اس کے متعلق دریافت کرتی ہے اور اسکے ارادۂ سفر سے مطلع ہو کر چراغ پا ہو جاتی ہے۔ میاں بیوی میں خوب مزے کی نوک جھونک ہوتی ہے۔ اتنے میں حیدر بیگ اور اسکے ساتھی بھی آپہنچتے ہیں۔ اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد حاجی کے نوکر کرم علی کا قضیہ پیش آتا ہے۔ یہ شخص حاجی کی بدسلوکی اور کنجوسی سے تنگ آیا ہؤا ہے اور نوکری چھوڑنے پر آمادہ ہے۔ اور چونکہ اس سے پہلے ایک دفعہ بغیر پروانۂ راہداری سفر کرنے کے پاداش میں سزا پاچکا ہے۔ اس لئے اس مجرمانہ سفر میں حاجی کی ہمراہی سے انکاری ہے۔ مگر حیدر بیگ وغیرہ دم دلاسا دے کر اسے ساتھ لے ہی لیتے ہیں ؎

مجلس سوم

قاچاقچی (حیدر بیگ وغیرہ) تبریز سے مال خرید کر گھوڑوں پر گٹھڑیاں لادے دریائے ارس کے اس کنارے پر جو ایران کی سرحد میں ہے۔ آرہے ہیں۔ دریا چڑھاؤ پر ہے۔ مینہ کے آثار بھی نمودار ہیں۔ آندھی زوروں کی چل رہی ہے۔ حیدر بیگ اور

اسکے ساتھی دریا سے پار اترنے کی تجویزیں کر رہے ہیں۔ حیدر بیگ اور دوسرے آدمی حاجی کو اسباب کی حفاظت کے لئے چھوڑ کر ذرا اوپر چلے جاتے ہیں وہاں جا کر شور کرتے ہیں۔ پولیس اور گشت کے سپاہی شور سن کر ادھر جاتے ہیں اور ان کا رستہ صاف ہو جاتا ہے۔ حیدر بیگ وغیرہ جلدی ہی اس مقام پر جہاں حاجی کو چھوڑ گئے تھے واپس چلے آتے ہیں اور گھوڑوں کو دریا میں ڈال دیتے ہیں۔ حاجی کے گھوڑے کو ٹھوکر لگتی ہے اور وہ پانی میں گر پڑتا ہے۔ اور پانی اُسے بہا کر لے جاتا ہے۔ آخر وہ ایک درخت سے چمٹ جاتا ہے اور چلّانا شروع کرتا ہے۔ اور اس کے ساتھی پھندا بنا کر رسہ پھینکتے ہیں۔ جو بدقسمتی سے اس کے گلے میں پھنس جاتا ہے وہ اُسے کھینچتے ہیں اور وہ گلا گھٹنے سے بہت تکلیف اُٹھاتا ہے۔ آخر بڑی مشکلوں سے حاجی کی جان خلاص ہوتی ہے۔ اتنے میں گشت کرنے والے سپاہیوں کا ایک دستہ روند کرتا ہوا اُن سے دوچار ہوتا ہے۔ سپاہی ان کو مشتبہ سمجھ کر ان کا احاطہ کر لیتے ہیں۔ حیدر بیگ ان کو ذرا دھمکا کر بھگا دیتا ہے۔ مقام خطر سے نکل کر حاجی ڈینگ مارتا اور شیخی جتاتا شروع کر دیتا ہے۔ اسے دفعتہً یاد آتا ہے کہ دوسرے دن جمعہ بازار لگنے والا ہے۔ اسکے سمند حرص پر تازیانہ لگتا ہے اور باوجود ساتھیوں کے روکنے اور منع کرنے کے اپنے نوکر کرم علی کو ساتھ لیکر ان سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اور بازار کے مقام کی طرف رُخ کرتا ہے ❖

مجلس چہارم

حاجی اور کرم علی اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہوکر درۂ خوناشیں میں سے گذر رہے ہیں۔ دوسری طرف سے طوغ کے دو کسان آپس میں باتیں کرتے آتے ہیں وہ کٹائی کرکے واپس آ رہے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں درانتیاں ہیں۔ ان کی باتیں حسب معمول فصل اور غلے کے متعلق ہیں۔ حاجی قرہ سے ان کی مٹھ بھیڑ ہوتی ہے۔ کرم علی گھبراتا ہے۔ مگر حاجی اوپرے دل سے تسلی دے کر اشارہ کرتا ہے کہ اسباب کو لیکر آگے بڑھے۔ اور جب دیکھتا ہے کہ وہ نہتے ہیں تو اُن کو آواز دیکر روکتا ہے اور خوب ڈانٹ ڈپٹ کر ان سے پوچھتا ہے کہ تم کون ہو اور اس وقت کیا کر رہے ہو۔ کسان اس طرح اچانک روکے جانے پر گھبرا جاتے ہیں۔ مگر حاجی ان کو ڈانٹے ہی جاتا ہے۔ کبھی انکو چور کہتا ہے اور کبھی ڈاکو بتلاتا ہے اور ہتھیار ڈال دینے کا حکم دیتا ہے۔ وہ بیچارے بہتیرا اپنی اصلیت و بے گناہی کا اظہار کرتے ہیں مگر حاجی اپنی ہی ہانکے جاتا ہے۔

اسی حالت میں مودراو بمعہ خلیل یوزباشی کے وہاں آ نکلتے ہیں۔ ان کو دیکھکر کسان داد فریاد کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ حاجی بھی چلّانا شروع کرتا ہے اور ان کو چور اور ڈاکو بتابتا کر داد خواہ ہوتا ہے۔ مودراو فریقین کے بیان سے مشکور ہوکر ان کو گرفتار کرلیتا ہے اور عدالت میں چالان کر دیتا ہے۔ عدالت کا نام سن کر حاجی کے اوسان خطا ہو جاتے ہیں رہائی کے لئے بہتیرے

ہاتھ پاؤں مارتا ہے۔ مگر سپاہی اس کی ایک نہیں سنتے اور کشاں کشاں اسکو کچہری کی طرف لے ہی جاتے ہیں +

مجلس پنجم

حاجی کے ساتھی اس سے علیحدہ ہو کر بخیریت شہر میں آ جاتے ہیں۔ اور کپڑا بیچ دیتے ہیں۔ اسکے منافع کے روپیہ سے حیدر بیگ شادی کا انصرام کر کے ضونا خانم کو اپنے خیمے میں لے آیا ہے میاں بیوی میں راز و نیاز کی باتیں ہوتی ہیں۔ بیوی گذشتہ سفر کے حالات سن سن کر دہلی جاتی ہے اور اس قسم کے آئندہ سفر سے میاں کو روک رہی ہے۔ لیکن حیدر بیگ بعض مجبوریوں کا اظہار کر کے کم از کم ایک دفعہ اور جانے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ مگر یہ اسکے متعلق ایک حرف بھی سننا نہیں چاہتی دوران گفتگو میں حاجی کی بیوی تکذبان آنکلتی ہے۔ اور حیدر بیگ سے اپنے شوہر کی گم گشتگی اور عدم واپسی کی وجہ دریافت کرتی ہے۔ وہ اسکو تسلی دے کر ٹالنا چاہتا ہے۔ اسی وقت مودراو و نچالنگ سواروں کا ایک دستہ لئے آموجود ہوتے ہیں۔ اور بستی کا محاصرہ کر لیتے ہیں۔ نچالنک حیدر بیگ کو بلا کر کہتا ہے کہ دیکھو! تم نے باوجود میری فہمائش کے وہی سابقہ کام اختیار کر لئے ہیں۔ اور اکلیس کے ارمنیوں کو لوٹا ہے مناسب یہی ہے کہ تم اپنے جرم کا اقرار کر لو اور اپنے ساتھیوں کا نام بھی بتا دو۔ حیدر بیگ صاف منکر ہوتا ہے۔ نچالنگ اوہان (یہ وہی یوزباشی ہے جس سے دریائے ارس کے کنارے مٹھ بھیڑ ہوئی تھی) کو سامنے

بلاتا ہے۔ حیدر بیگ پہچان جاتا ہے۔ مگر انجان بن کر اس کا مذاق اڑانا شروع کر دیتا ہے۔ جس پر حیدر بیگ اور اوہان میں کہن سن ہو جاتی ہے نچالنگ ان کو ٹوک کر اصلی معاملہ کے متعلق دریافت کرتا ہے۔
اوہان اصل مجرم گرفتار نہ کر سکنے کی شرم کو مٹانے کے لئے چاہتا ہے کہ یہ الزام حیدر بیگ پر تھوپ دے۔ خصوصًا اس لئے کہ ایک دن قبل ہی وہ حیدر بیگ کے ہاتھوں زک اٹھا کر ذلیل ہو چکا تھا اس لئے کہتا ہے کہ صاحب! یہی ڈاکو تھا جس نے ہم پر (جب ہم اکلیس کے ارمنی لوگوں کو بچانے کے لئے پہنچے تھے) تلوار سونتی اور بندوق چھتیائی تھی۔ یہ اکیلا نہ تھا بلکہ اس کے ساتھ بیس اور ڈاکو تھے ہم صرف دس تھے اور مقابلہ برابر کا نہ تھا۔ ورنہ ہم ان کو ضرور گرفتار کر لیتے۔ حیدر بیگ بھی تجربہ کار چوروں کی طرح اوہان ہی کو ذلیل اور جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ نچالنگ حیران ہو کر کہتا ہے کہ تاتاری سب کے سب جھوٹے ہیں۔ کس کی بات کو تسلیم کیا جاوے چنانچہ اسی قسم کا ایک اور مقدمہ اسوقت میرے پیش ہے۔ جس میں ایک فریق تو دو ارمنی ہیں اور دوسرا ایک مسلح تاتاری اور دونو اپنے فریق مخالف کو چور اور ڈاکو بیان کرتے ہیں۔ حیدر بیگ اصلیت کو بھانپ جاتا ہے۔ اور یہ تجویز پیش کرتا ہے کہ اگر وہ دونو میرے سامنے لائے جائیں تو میں شاید اصلیت ظاہر کر سکوں۔ نچالنگ حاجی اور دونو ارمینوں کو سامنے منگواتا ہے۔ حیدر بیگ کہتا ہے کہ فریقین میں سے کوئی بھی چور اور ڈاکو نہیں۔ نچالنگ یہ سن کر بہت ہی جھلاتا ہے۔ اور حیدر بیگ کو سشن سپرد کرنے کی دھمکی دیتا ہے۔ نچالنگ

حاجی سے دریافت کرتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو سلطنت کا ایک وفادار فرد قرار دیتا ہے۔ اس کا ثبوت یہ دیتا ہے کہ میں ہر سال ٹیکس اور محصول کی صورت میں ایک معقول رقم خزانہ شاہی میں داخل کرتا ہوں۔ نچالنگ اس نامعقولیت کا مذاق اڑا کر کہتا ہے کہ حکومت کو اس حسن خدمت کے صلہ میں تمغہ عطا کرنا چاہیئے۔ جسے حاجی سادہ لوحی سے سچ مان لیتا ہے اور ہاں میں ہاں ملاتا ہے اسی اثنا میں معلوم ہوتا ہے کہ ارمنی سودگروں پر ڈاکہ مارنے والے بمعہ مال مسروقہ کے گرفتار ہو چکے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد ایک یساول کے ذریعہ ایک قاچاقچی (کرم علی) گرفتار ہو کر پیش ہوتا ہے۔ حاجی کو اس خیال سے کہ اب راز ظاہر ہو گیا۔ اور ممکن ہے۔ کہ مال ضبط ہو جائے غش آجاتا ہے۔ نچالنگ کی حیرت کی انتہا نہیں رہتی اور اس کا سبب دریافت کرتا ہے۔ آخر حیدر بیگ تمام حالات پوست کندہ بیان کر دیتا ہے۔ اور نچالنگ صوناخانم کی گریہ زاری سے متاثر ہو کر اور ملزمین کے اس اقرار پر کہ وہ سب روسی فوج میں بھرتی ہو جاویں گے۔ سب کو ضمانت پر رہا کر دیتا ہے۔ اور ان کو آئندہ کے لئے قانون کی پابندی کی نصیحت کرتا ہے۔ حاجی اس موقعہ پر بھی اپنی خست کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ سپاہیوں نے گرفتاری کے وقت کہیں تھوڑی سی رقم اس سے اڑا لی تھی حاجی اس کا مطالبہ کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ اگر وہ مجھے نہ ملی تو میں تباہ ہو جاؤں گا ✦

سیر و خصائل افراد مجالس

حیدر بیگ ۔ صاحب ہمت اور باحوصلہ جوان ہے ۔ چوری چکاری اور راہزنی کا شائق ہے ۔ اور ان باتوں میں بہت مشاق ۔ ملازمت کو عار سمجھتا ہے ۔ اور تجارت حرفت اور زراعت کو خلاف بہادری و مردانگی جانتا ہے ۔ یہ پیشے اس کی نظروں میں ذلیل اور ناکارہ ہیں امن و امان کی زندگی اس کی جری طبیعت کے خلاف ہے ۔ وہ ہر وقت لوٹ مار کا متمنی اور لڑائی جھگڑے کا خواہشمند ہے ۔ ان باتوں کی وجہ سے علاقہ بھر میں مشہور ہے ۔ حکام بھی اس بات کو جانتے ہیں ۔ اور اس کی حرکات کے نگران ہیں ۔ وہ بھی پولیس اور کاسکوں کی نقل و حرکت سے واقف ہے ۔ اور ان سے بچنے کی سینکڑوں تدبیریں جانتا ہے ۔ نڈر ہے ۔ اور وقت پر حوصلہ نہیں ہارتا ۔ اس کا دل جذبۂ عشق سے خالی نہیں ۔ غریب ہے مگر غیور ۔ عسرت و افلاس کی وجہ سے شادی نہیں کرسکتا ۔ اپنی منسوبہ کو اغوا کر کے لے جانے کو بھی عار و ننگ سمجھتا ہے ۔ عزت نفس کا محافظ ہے ۔ طبیعت میں تمسخر اور دل لگی ہے ۔ اور قیافہ شناس اول درجے کا ہے +

صفر بیگ و عسکر بیگ ۔ حیدر بیگ کے وفادار دوست ہیں ان میں بھی حیدر بیگ کے سے اوصاف پائے جاتے ہیں مگر کم ۔ ضرورت کے وقت دوست کو ہر طرح مدد دینے کے لئے تیار ہیں +

صونا خانم۔ سردار قبیلہ کی لڑکی ہے۔ خوبصورت اور نوجوان ہے۔ حیدر بیگ پر دل وجان سے فدا ہے۔ محبت میں اعتدال سے بڑھ جاتی ہے۔ مگر عام طور پر مآل اندیش ہے۔ حیدر بیگ کی حرکات راہزنی وغیرہ سے بہت خائف ہے اور اسے ارتکاب جرائم سے روکتی ہے۔ حیلہ ساز بھی اوّل درجہ کی ہے +

حاجی قرہ۔ مرد خسیس یہی ہے۔ بہت مالدار ہے۔ مگر بخل اور خست اسپر ختم ہے۔ مطلبی۔ خوشامدی۔ طماع۔ خود غرض اور سود خوار ہے۔ روپیہ کو ہر طرح سے جمع کرتا ہے۔ مگر خرچ کرنے میں بہت بخیل اور خسیس ہے۔ اس کے متعلقین حتی کہ بیوی بچے اس کی بدسلوکی سے بیزار اور نالاں ہیں۔ وقت پر صرف باتوں سے آؤ بھگت کرنے والا ہے۔ مگر سو گز ناپے اور گز بھر نہ پھاڑے۔ سادہ لوح۔ جھوٹا۔ بات بات پر قسمیں کھانے والا۔ ڈرپوک اور بزدل ہے۔ مگر کمزوروں اور نہتوں پر اپنی بہادری اور شہ زوری کا سکہ بٹھانے میں فرد ہے۔ بیہودہ گو اور شیخی باز ہے۔ مگر درحقیقت ماروں کے آگے اور بھاگتوں کے پیچھے ہے +

تکذبان۔ حاجی کی بیوی بڑی طرار۔ زبان اور لڑاکی عورت ہے۔ حاجی کے بخل اور کنجوسی سے تنگ ہے۔ مگر اپنی زبان درازی سے اس کا ناطقہ بند کر دیتی ہے۔ اس کی مفارقت بھی گوارا نہیں کر سکتی۔ اس کی حرکات کی نگراں

اور ہر بات پر ٹوکتی ہے۔ مگر بے سود +

حداوردی۔ ذلیل الاوقات قلاؤ ذی مؤذن ہے۔ خدا کے کلام کا بیچنے والا ہے۔ قرآن مجید کی سورتیں پڑھ پڑھ کر رقم قلیل کے معاوضہ پر ان کا ثواب بیچتا پھرتا ہے۔ مانگنے میں بہت اصرار کرتا ہے +

کرم علی۔ حاجی کا نوکر ہے۔ یہ بھی اس کی کنجوسی کے ہاتھوں تنگ آ کر میعاد ملازمت ختم ہونے پر ملازمت چھوڑنے کے لئے آمادہ ہے۔ نہائت ڈرپوک مگر مطلب کا یار ہے۔ مسخرہ بھی ہے +

اوہان۔ روسی پولیس کا ارمنی داروغہ ہے۔ بڑا ڈرپوک۔ مگر چالباز ہے۔ پولیس کے ہتھکنڈوں میں بہت ہوشیار ہے اصلی مجرموں کا سراغ نہ لگ سکنے پر جھوٹ موٹ دوسروں پر الزام لگا دیتا ہے۔ جھوٹی شہادت دینے کا عادی ہے۔ اپنی نیک چلنی کی سندات ہر وقت اپنے پاس رکھتا ہے اور وقت بے وقت اپنی حسن کارکردگی کے اظہار کو ضروری خیال کرتا ہے +

فقط

سرگذشت مرد خسیس

افرادِ اہلِ مجالس

حیدر بیگ
صفر بیگ } بیگہائے آنجا +
عسکر بیگ

حاجی قرہ ـ سوداگر +

بدل ـ پسر حاجی قرہ +

کرم علی ـ نوکر حاجی قرہ +

خداوردی ـ مؤذن +

اوہان ـ یوزباشی قراولان +

بہرز ـ
قہرمان ـ
قرابیت ـ } قراولان +
وشش نفر دیگر

اراکیل ـ
مکردیچ ـ } زارعین طوغ +

موورا و ـ حاکم +

خلیل ـ یوزباشی کہ ہمراہ موورا و است

پنجالنگ ـ
یساول ـ } سائر عملہ موورا و ہستند +

صونا خانم ـ نامزد حیدر بیگ +

طیبہ خانم ـ مادر صونا خانم +

تکذبان ـ زن حاجی قرہ +

مجلس اوّل

(واقع میشود درکنار اوبۂ حیدر بیگ در زیر درخت بلوط حیدربیگ وصفربیگ هردو مکمّل ومسلّح چُست وچابک در شب مهتابے از خانه بیرون آمده درکنار اوبۂ صفربیگ بسر سنگے نشسته - وحیدر بیگ رو بروے او بحالت غمیں حرف میزند) +

حیدربیگ - خدایا! ایں چه عصریست؟ ایں چه زمانه الیست مرد از قدر و قیمت افتاده - نه سواری بکارے خورد - نه تیر اندازی طالب دارد - نه جوانے را قیمتے مانده است - و نه بهادرے را حرمتے باقیست + مثل زنها بایست صبح تاشام وازشام تا بامداد میان آلاچیق محبوس باشی - آدم ازکجا دیگر زندگانی بکند - پول پیدا نماید - دولت دست بیاورد +

روزهائے گذشته دورہائے پیش میان هرهفته یا ماهے یکدفعه لااقل آدم کاروانے مے چاپید - اردوئے مے زد - چپادی مے کرد + حال نه کاروان میتوان چاپید - نه اردوئے داغان توان کرد - نه جنگ قزلباشی - نه دعوائے عثمان لوئی - اگر بخواهی نوکرهم بشوی بجنگ بروی - باید سرایں لزگیهائے لات و لوت بروی - اگر به هزار زحمت یکے را از سوراخ کوه ها در بیاری - جزانبانِ کهنه ولولهٔ شکسته چیزے دیگر بدست

نخواهد افتاد۔ کو دعوائے قزلباشی و عثمانی ؟ کہ ہمہ قرا باغ را با طلا و نقرہ پر کنند +

الحال ہم خیلے خانہا ہست کہ از چپاد اصلاً ندوز نان مے خورند۔ اولاد اصلاً بیگ باز دیروز در بازار آغجہ بدیع یراقہائے نقرۂ کہ پدر شان از عثمانلو ۱ اُلجہ کردہ بود۔ مے فروختند۔ باز یک ہیچو دعوائے اتفاق بیفتد۔ پیش از ہمہ جلودستہ وا ایستم۔ ہنرے نمایاں کنم۔ کہ رستم دستان ہم نہ کردہ باشد۔ کار من این است۔ نہ اینکہ پنجالنگ مرا صدا کردہ است۔ مے گوید "حیدر بیگ! راحت بنشیں۔ دلگی مکن۔ راہ نزن دزدی نرو"۔ پشیمانم کرد۔ کہ گفتم "بلے پنجالنگ! ما ہم باین کارہا راغب نیستم۔ ولے بہ شما لازم است کہ امثال ما مردانِ نجیب را بلقمۂ نانے راہ نمائی بفرمائید۔ کار و شغلے بدہید۔ کہ نان و آشے داشتہ باشد"۔ گوش کن! بہ بیں! چہ جواب داد بمن۔ "حیدر بیگ! زراعت بکن۔ باغ بکار۔ داد و ستد برو۔ خرید و فروخت بکن"۔ گویا کہ من با نازور ارمنی ہستم کہ ہر روز تا شب خیش برانم۔ یا اہل لنبرانم کرم پیلہ نگاہ بدارم۔ و یا لکم پیلہ وری بروم۔ عرض کردم "پنجالنگ! ہیچ وقت از جوان نشیہ بزرگری و بازرگانی دیدہ نشدہ پدر من قربان بیگ (خدا رحمتش کند) این کارہا نہ کردہ است۔ من ہم کہ پسر او ہستم ہرگز ازین کارہا نخواہم کرد + اخمش را ریختہ روشش را گروانندہ اسبش را ہے کرد و رفت +

صفربیگ - این حرفها فائده ندارد - آدم که گوشت دزدی نخورد
اسب سوار نشود - از زندگانئے خود چه لذت مے برد ؟ و در روے
دنیا برائے چه راه مے رود ؟ شب گذشت عسکربیگ نیامد
نمے دانم برائے چه دیر کرده است ؟ ها ! آنست - آمد +

(دریں حال عسکربیگ مے رسد) +

عسکربیگ - حیدربیگ ! من هم حاضرم - میروید ؟ بسم الله
راه بیفتید - پس چرا غمگینی ؟ هیچ فکری بنظر مے آئی +

حیدربیگ - والله ! نمیدانم کدام دهن لق حرف مفت
زن مرا به نچالنگ نشان داده است - آمده بود میان بلوک
گردش کند - امروز از کنار اوبهٔ ما میگذشت - مرا صدا کرده
مے گوید "حیدربیگ ! دزدی نرو - راه زنی نکن" +

صفربیگ - پَه ! یعنی از گشنگی بمیر !

حیدربیگ - البته هیچ مے گوید - دیگر گویا که در همهٔ قراباغ
همهٔ این دزدیها را حیدربیگ مے کند - اگر او از دزدی دست
بردارد - ولایت آسوده خواهد شد - دزدیٔ بُز ومیش هم برائے ما
دشخوار شده است - حالا هم مُعطّل و فکری مانده ام - اگر برویم
دختره را برداریم بیاریم - مے ترسیم پدر و مادرش شکایت کنند
باز باید فراری بشوم +

عسکربیگ - حیدربیگ ! همهٔ قراباغ مے داند - دختره را
پدر و مادرش بتو داده است - نمے فهم چه باعث شده است
که باید پنهانی برداری بیاری +

حیدر بیگ - چه باعث خواهد شد؟ پول ندارم - خرجش را بکشم - عروسی بکنم - بردارم بیاورم لابد شده ام - با عشق بے پولی است - دیگر برائے این صفر بیگ مصلحت ہیچو دید که بردارم بیارم خرج عروسی از گردنم بیفتد ✤ اما این عمل برائے من بدتر از مرگ است که بگویند پسر قربان بیگ پول پیدا نکرد - عروسی کند - نامزدش را برداشت - گریخت - گریزاند - چون صفر بیگ گفت (از ترست اینها را بهانه درے آوری (بجہت آں غیظ کردہ) بگردنم وارد آمده است - پیٔے شما فرستادم که تو ہم بمن ہمراہی بکنی ✤

صفر بیگ - من چرا میگویم؟ خودت پیش من آه واده کردی که دو سال است نے توانی عروسی بکنی - نامزدت را بیاری - گفتم میخواہی من ہم بیایم برویم برداریم بیاریم خودت بدان! از برائے من چه تفاوت مے کند؟

عسکر بیگ - حیدر بیگ! ازیں نیت بیفت - پانزده روز بمن مُہلت بده - من خرج عروسیٔ ترا پیدا مے کنم - موافق قاعده عروسی بکن - نامزدت را بیار ✤

حیدر بیگ - از کجا پیدا مے کنی؟

عسکر بیگ - (یکایک) تا پانزده روز به تبریز مے رویم - بر مے گردیم - مال فرنگ مے آوریم - منفعت مے کند - مے فروشیم - از منفعت او عروسیت را بکن ✤

حیدر بیگ - خوب آوازه مے خوانی - اما صدات مے گیرد در تبریز مال مفت ریخته اند؟ ما برویم جمع کنیم - برداریم بیاریم ✤

عسکر بیگ - البتہ مال مفت کجا بود ؟ باید پول داد خرید +
حیدر بیگ - عجب حرف مے زنی - ماشاء اللہ! من پول را از کجا بیاورم ؟
عسکر بیگ - مگر من از خودم پول دارم ؟ حرف من این است - حاجی قرہ آنچہ بدیعی سوداگر پولدار است از و بگیریم بر ویم - مال بیاریم - بفروشیم - پول او را رد مے کنیم - نفعش از برائے ما مے ماند +
حیدر بیگ - مے گویند ،، حاجی قرہ خیلے مرد خسیس است بکسے پول نمے دہد +
عسکر بیگ - ہر قدر خسیس است دو آن قدر ہم طمع کار است - تطمیع مے کنیم با خود ما ں شرکت کند - بخاطر شراکت (کہ ہمراہ ما برود) بما ہم پول میدہد - من درست مے کنم +
حیدر بیگ - خوب ! اگر بخودت خاطر جمع داری - من راضیم - امّا باید دخترہ را بہ بینم - حالیش بکنم - قول دادہ ام + امشب انتظار مرا مے کشد +
عسکر بیگ و صفر بیگ - بسیار خوب ! بسیار خوب ! ! خیلے خوب شد !!!
حیدر بیگ - پس شما بر وید - من خودم مے آیم - شما را پیدا مے کنم - باہم میرویم پیش حاجی قرہ +
عسکر بیگ و صفر بیگ - خدا حافظ شما ! ما رفتیم دیگر امّا صبح زود تر بیائی + (میروند)

تبدیل مجلس

(دریں حال مجلس تبدیل یافتہ۔ از دور آلاچیقے نمایاں مے شود
بہ مسافت دہ قدم دور از آلاچیق پشتِ بُتّہ ہا صوناخانم بوضع قشنگ
لباس سفر پوشیدہ چادرِ شب ابریشمی در سرکردہ گاہے نشستہ گاہے
ایستادہ از پناہ بوتہ ہا ایں سُو آں سُو نگران وچشم براہ است) +

صوناخانم۔ خدایا بہ بینی باز چہ شد! کہ نیامد۔ شب از نیمہ
گذشت ہنوز پیداش نیست۔ سفیدۂ صبح میزند۔ حالا صبح میشود
نمیدانم چہ بکنم کے ہم واے ایستم + اگر نیامد چارہ ندارم۔ باید برگردم
باز بروم آلاچیق + (برخاستہ ایں طرف آں طرف نگاہے مے کند۔
باز مے گوید) خیر۔ نیامد۔ یقین کہ دیگر نمے آید۔ بے شک نخواہد آمد
بینی باز بکدام دیوانہ از خدا بے خبر دوچار شد۔ تابیدند۔ کشیدند
بردند بہ دزدیٔ گاؤ خر۔ اگر نہ تا حال مے بایست بیاید۔ از عہدہ اش
کہ نمے توانم برآیم۔ اگر ایں دفعہ ہم بشناسندش باز باید از نو فراری
شود۔ روز مرا سیاہ کند۔ باز دو سال دیگر توے خانۂ پدرم دوستاق
بمانم۔ بخدا! کہ دیگر پیٔ اش بلند نمے شوم۔ ہرگز سر راہش نمے
نشینم۔ میروم بہ یکے دیگر شوہر مے کنم۔ فکرش ایں است۔ خانۂ پدرم
سرمرا سفید کند (مے نشیند زمین۔ بار دیگر) ایپہ۔ چہ وسوسہ ہا بہ خیالم
میرسد؟ انشاء اللہ کہ نمے رود۔ بہ من قسم خوردہ کہ تا ترا نبرم۔
ہرگز بدُزدی بتہ ہم نروم۔ بے شک چیز دیگرے باعث تاخیر اد
شدہ است۔ واہ! حالا پشت بوتہ گوش بدہد۔ بشنود کہ من گویم۔

"میردم" ۔ یکے دیگر شوہرے کنم" باور مے کند؟ نہ البتہ باور نمی کند۔ مے داند کہ دروغ مے گویم۔ حوصلہ ام تنگ مے شود۔ ہرچہ بدہنم مے آید۔ مے رانم۔ آہ! صدائے پا مے آید + (دریں حال از پشت بوتہ حیدر بیگ سوارہ پیدا شدہ از اسب پیادہ مے شود) +

حیدر بیگ ۔ صونا خانم!

صونا خانم ۔ حیدر! توئی؟

حیدر بیگ ۔ منم +

صونا خانم ۔ تنہائی؟ پس رفیقہات کو؟

حیدر بیگ ۔ رفیق ندارم۔ تنہا آمدہ ام +

صونا خانم ۔ باز این چہ حرفے است میگوئی؟ پدرم برادرم ہمہ توے آلاچیق خوابیدہ اند۔ ہیچوکہ دیر آمدۂ الآن ہم دم صبح است۔ بیدار مے شوند۔ مرا کہ خانہ ندیدند۔ خواہند فہمید۔ بے شک فرار شدہ۔ شمارا عقب کردہ مرا از دست تو خواہند گرفت بعد ازاں دیگر تا قیامت نے توانی روے مرا بہ بینی +

حیدر بیگ ۔ ہنوز براے بردن شما نیامدہ ام۔ نترس +

صونا خانم ۔ (باغیظ) چہ طور "براے بردن تو نیامدہ ام،، چہ مے گوئی؟

حیدر بیگ ۔ بہتر ازیں مصلحت دیدہ ام۔ گوش بدہ +

صونا خانم ۔ ہیچ مصلحتے نیست بہ بینید۔ زحمت کشیدہ اید۔ اسب را پیش بکش۔ خواہم رفت۔ من دوبارہ نمے توانم۔ بآلاچیق برگرد +